میں معاون ہیں۔ معاہدہ جنیوا کے آرٹیکل نمبر ۱۱ کے متن کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے۔

مقدمہ مولانا عبدالرحیم چترالی نے تحریر کیا ہے۔ کتابت کی غلطیاں خصوصاً انگریزی الفاظ کے غلط ہجے بہت کھٹکتے ہیں۔ (عبداللہ شاہ ہاشمی)

سلمٰی کا مقدمہ، ڈھاکہ سے کراچی تک، نسرین پرویز۔ مجلد، صفحات: ۴۱۶۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

اپنے عنوان کے اعتبار سے یہ کتاب اس بات کا پتا دیتی ہے کہ اس میں مشرقی پاکستان کے خستہ حال اردو بولنے والوں کی وہ درد بھری کہانی ہو گی جس کا آغاز مارچ ۱۹۷۱ میں بہاریوں کے قتل عام سے شروع ہوا تھا۔ پھر وہ ڈھاکہ کے نواح میں "انسانی باڑوں" میں سسک سسک کر زندگی بسر کرتے رہے اور اس کے بعد وہ کراچی میں آئے مگر کتاب کا مطالعہ شروع کریں تو تھوڑی ہی دیر بعد منظر بدل جاتا ہے۔ مصنفہ نے اپنے ذاتی رنج و الم اور دکھ درد کی خاص کیفیت کو، اپنے سیاسی اور مسلکی حوالے سے موضوع بحث بنایا ہے۔ مصنفہ کراچی یونی ورسٹی سے ابلاغیات میں ایم اے کے بعد کچھ عرصہ سرکاری ملازمت میں بھی رہی ہیں اور پھر ناانصافی کا شکار ہو کر بے روزگار ہو گئیں۔

اس کتاب کو ایک طرح کی آپ بیتی کہہ لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں جس میں سیاسی و مسلکی جذبات و احساسات کی تپش بھری پڑی ہے۔ آج کراچی جس آگ میں جل رہا ہے، اس سے ملتی جلتی آگ اس کتاب میں اٹھتی دکھائی دیتی ہے، جس سے سارا منظر اتھل پتھل ہو کر رہ جاتا ہے۔ کتاب کا اگرچہ کوئی واضح ہدف نہیں، لیکن پھر بھی ایک ہدف تو موجود ہے، غالباً یہی اس کا مقصد تصنیف ہے۔ وہ لکھتی ہیں: "سلمٰی کے مقدمے"۔۔ کا واحد مقصد خاص طور پر میرے اپنے مکتبہ فکر کے شیعہ حضرات کو، جو بھٹو خاندان کا سب سے بڑا ووٹ بنک ہیں، صرف یہ بتانا ہے کہ، خاندان بنو امیہ نے جس طرح خلافت کو بادشاہت میں تبدیل کیا، بھٹو نے ہر وہ کام کیا، جو بنو امیہ کے دور میں شروع ہوا" (ص ۱۱)۔ "اندھے، بہرے ان شیعوں سے میں کیا امید کر سکتی ہوں، جنھوں نے پاگل اور دیوانوں کی طرح آج سے ۲۵ برس پہلے ایک یزید کو بغض معاویہ میں ووٹ دیا اس لیے کہ چاروں طرف جاہل "ملا" تھے...... ان معصوم لوگوں کو ایک امید کی کرن وہ شیطان نظر آیا جس کا نام بھٹو تھا" (ص ۳۵۵)۔

نمونے کے یہ دو اقتباس قدرے نرم ہیں۔ کتاب میں اسی نوعیت کی سخت زبان سپاہ صحابہ کے لیڈروں کے بارے میں بھی استعمال ہوئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح آگ بھڑکانے سے "سلمٰی کے مقدمے" کا فیصلہ ہو جائے گا؟ یا اس آگ سے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی بیٹیوں کی عزت و آبرو کو مزید خطرات لاحق ہو جائیں گے! یہ کتاب پڑھ کر ہمدردی کے کچھ جذبات پیدا ہوتے ہیں مگر اسلوب بیان کی ناہمواری سے ہڈیوں